ادب القاضی

قاضی کی تنخواہ

علامہ صدر شہید (م ۵۳۶ھ) ترجمہ جناب سعید احمد

۲۶۵۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح (۱) اور حضرت معاذ بن جبل (م ۱۸ھ) شام میں تھے تو انہوں نے انہیں لکھا:

انظروا رجالا من اهل العلم من الصالحين من قبلكم فاستعملوهم على القضاء و اوسعوا عليهم من الرزق (۲)

(اپنے علاقے کے کچھ ایسے اشخاص نگاہ میں رکھو جو نیک اور ذی علم ہوں اور انہیں قضاء پر فائز کرو اور ان پر رزق فراخ کر دو)۔

اس سے ثابت ہوا کہ قاضی بیت المال سے تنخواہ بقدر کفایت لے سکتا ہے' اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "قاضیوں پر رزق کی فراوانی کر دو" یعنی ان کے لئے کھلی آمدنی مقرر کرو۔

اس کی دلیل جیسا کہ روایت کیا گیا ہے:

ان ابا بكر الصديق رضى الله عنه لما استخلف كان ياخذ الرزق من بيت المال ايضا و عمر رضى الله عنه لما استخلف كان ياخذ الرزق من بيت المال و عثمان رضى الله عنه كان صاحب ثروة و يسار فكان يحتسب ولا ياخذ و على رضى الله عنه كان ياخذ (۳)

(حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۱۳ھ) خلیفہ بنائے گئے تو وہ بیت المال سے وظیفہ لیا کرتے تھے' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۲۳ھ) خلیفہ بنائے گئے تو (وہ بھی)

بیت المال سے وظیفہ لیتے تھے' حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۳۵ھ) چونکہ صاحب ثروت اور خوش حال تھے اس لئے وہ محض ثواب کے لئے کام کرتے تھے اور وظیفہ نہیں لیتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۴۰ھ) وظیفہ لیا کرتے تھے)۔

قاضی عوام کی خدمت کرنے میں ہمہ وقت مصروف ہوتا ہے لہٰذا اس کی یہ ہمہ وقتی مصروفیات اس امر کی مقتضی ہے کہ اس کے اخراجات برداشت کئے جائیں۔ یہ وظیفہ قاضی کے لئے قضا کی اجرت کے طور پر نہیں ہوتا' لیکن اسے بقدر ضرورت تنخواہ کی ضرورت تو ہوگی اس لئے کہ وہ عوام الناس کی خدمت کے لئے پابند رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ کوئی ذریعہ معاش اختیار کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ اب اگر وہ اتنی تنخواہ وصول نہ کرے جو اس کی ذات' اس کے اہل و عیال' اور اس کے زیر کفالت اعزہ و معاونین کے لئے کافی ہو تو پھر اسے لوگوں کے اموال پر دست درازی کی ضرورت محسوس ہوگی چنانچہ وہ رشوت خوری میں مبتلا ہوگا جو حرام ہے۔

۲۶۶۔ نافع (م ۱۱۴ھ) سے روایت ہے:

كان زيد بن ثابت رضي الله عنه يأخذ على القضاء اجرا [۴]

(حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ [۵] قضاء کی اجرت وصول کرتے تھے)۔

درحقیقت آپ وظیفہ ہی لیتے تھے مگر اسے اجرت سے موسوم کیا گیا کہ بظاہر یہ بھی اجرت ہی ہے اس لئے کہ قاضی اس کا مستحق اسی وقت ہوتا ہے جب وہ اپنا کام کر لے' یہی وجہ ہے کہ قاضی اور مزدور میں خاصی مشابہت موجود ہے۔

۲۶۷۔ ابن ابی لیلیٰ (م ۱۴۸ھ) سے روایت ہے:

بلغني ان عليا رضي الله عنه رزق شريحا خمسمائة درهم [۶]

(مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاضی شریح (م ۷۵ھ) کے لئے پانچ سو درہم کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا)۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایسا اس لئے کیا تھا کہ شریح کثیر العیال تھے اور انہیں اتنی

رقم کی ضرورت تھی۔

۲۶۸۔ زہری سے روایت ہے:

رزق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عتاب بن اسید حین استعملہ علی مکۃ اربعین اوقیۃ فی السنۃ (۷)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب بن اسید (۸) کو مکہ کا گورنر مقرر کیا تو ان کے لئے ۴۰ اوقیہ سالانہ وظیفہ مقرر فرمایا)۔

اسحاق کہتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ اوقیہ سے سونا مراد ہے یا چاندی' اگر اس سے مراد سونے کا اوقیہ ہے تو یہ ایک کثیر رقم ہے' ایک اوقیہ ۴۰ مثقال کا ہوتا ہے۔ اب اگر اسے چالیس سے ضرب دی جائے تو یہ خاصی رقم بن جاتی ہے۔

آنحضرت نے حضرت عتاب کو مکہ کا گورنر بنانے کے ساتھ ساتھ مکہ کا قاضی بھی مقرر کیا تھا' اس طرح وہ مکہ کے قاضی بھی تھے اور گورنر بھی۔ اسی سبب سے ان کے لئے یہ وظیفہ مقرر کیا گیا تھا۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قاضی کو بیت المال سے اتنا وظیفہ دینا چاہئے جو اس کے لئے' اس کے اہل و عیال کے لئے' اور اس کے زیر کفالت اشخاص اور ذاتی مددگاروں کے لئے کافی ہو۔

علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس مال سے وظیفہ مقرر کیا تھا۔ اس وقت دیوان اور بیت المال کا کوئی وجود نہیں تھا۔ دیوان اور بیت المال تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں سامنے آئے۔

بعض کے نزدیک آپ نے اس مال سے وظیفہ مقرر کیا تھا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بطور فئی دیا تھا' بعض کہتے ہیں کہ اس مال سے جو آپ نے نجران (۹) کے عیسائیوں سے وصول کیا تھا' یا جزیہ کی اس رقم سے مقرر کیا تھا جو ہجر (۱۰) کے مجوسیوں اور یہودیوں سے وصول کی تھی اور جس

کی حیثیت بھی فئی کی تھی۔ بہرحال قاضی کے لئے جزیہ یا خراج سے وظیفہ مقرر کیا جا سکتا ہے۔

۲۶۹۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۲۳ھ) کے بارے میں روایت ہے۔

انہ اعطی عثمان بن ابی العاص ارضا بالمدینۃ فی عمالتہ

(انہوں نے حضرت عثمان بن ابی العاص [۱۱] کو مدینہ میں کچھ زمین عطا کی جو ان کو گورنری کی تنخواہ کے طور پر دی گئی تھی۔

خلیفہ وقت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی حاکم کو تنخواہ کے طور پر بیت المال کی کچھ زمین دے دے تاکہ وہ کھیتی باڑی کے ذریعہ اس وقت تک اس سے نفع حاصل کرتا رہے جب تک کہ اپنے اس عہدہ پر قائم ہے' اپنے منصب سے سبکدوشی کے بعد اسے یہ زمین بیت المال کو واپس کرنی ہوگی۔

۲۷۰۔ ہشام امام محمد رحمتہ اللہ (م۱۷۹ھ) کے متعلق بیان کرتے ہیں:

کان لا یری باسا ان یاخذ القاضی رزقا من بیت المال

(امام محمد اس میں مضائقہ نہیں سمجھتے تھے کہ قاضی بیت المال سے وظیفہ حاصل کرتا رہے)۔

یہ اس لئے کہ سلف میں قاضی حضرات بیت المال سے تنخواہ حاصل کرتے رہے ہیں۔ ہمارے اس دور میں بھی قاضی کے لئے بیت المال سے تنخواہ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ' تاہم اگر قاضی تنخواہ لینے سے احتراز کرے اور اپنا دامن صاف رکھے تو یہ افضل ہے کیونکہ سلف میں بعض قاضی تنخواہ حاصل کرتے رہے ہیں جن میں شریح شامل ہیں اور بعض پرہیز بھی کرتے رہے ہیں جیسے قاضی مسروق [۱۲] اور قاضی قاسم [۱۳]۔

۲۷۱۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۲۳ھ) سے مروی ہے:

لا ینبغی لقاضی المسلمین ان یاخذ علی القضاء اجرا بالشرط ولا صاحب مغنم [۱۴]

(مسلمانوں کے قاضی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ قضا کو کسی اجرت کے ساتھ مشروط

کرے اور نہ ہی مال غنیمت کے نگران کو ایسا کرنا چاہئے)۔

مراد یہ ہے کہ اجرت کی شرط عائد نہ کرے۔ مال غنیمت کے نگراں سے یہاں گورنر مراد ہے اس کے لئے بھی یہ مناسب نہیں کیونکہ وہ بھی قاضی کی طرح مسلمانوں کا ایک اہل کار ہے' تاہم اگر وہ بغیر کسی شرط کے بقدر کفایت وصول کرے تو اس میں مضائقہ نہیں۔

۲۷۲۔ احمد بن عمر (مصنف متن) فرماتے ہیں:

اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ قاضی بیت المال سے تنخواہ حاصل کرے۔

مصنف نے اس کی توجیہ میں کہا ہے کہ قاضی بھی مسلمانوں کے اہل کاروں میں سے ایک اہل کار ہے۔ انہوں نے صدقات وصول کرنے والے عامل کی تنخواہ پر اس کو قیاس کیا ہے۔

۲۷۳۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

من استعملناہ منکم علی عمل ولم یکن لہ امراۃ فلیتزوج امراۃ ومن لم یکن لہ خادم فلیتخذ خادما ومن لم یکن لہ مسکن فلیتخذ مسکنا (۱۵)

(ہم نے تم میں سے جس شخص کو کسی کام پر متعین کیا ہے اگر اس کے پاس بیوی نہیں ہے تو وہ شادی کرلے' کوئی نوکر نہیں ہے تو نوکر رکھ لے اور اگر اس کی رہائش گاہ نہیں ہے تو وہ رہائش گاہ بنالے)۔

۲۷۴۔ مصنف فرماتے ہیں:

"حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المال سے اپنے لئے اسی قدر وظیفہ مقرر کیا تھا جو ان کے لئے بقدر ضرورت کافی تھا"۔

حضرت ابوبکر کے بارے میں مروی ہے:

انہ کان یاخذ کل یوم ثلاثۃ دراھم (۱۶)

(وہ یومیہ تین درہم بیت المال سے لیتے تھے)۔

ایک اور روایت ہے:

انہ کان یاخذ من بیت المال کل یوم درھمین وثلثین
(آپ بیت المال سے ۳/۲ درہم یومیہ وصول کرتے تھے)۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے:

انہ کان لہ من بیت المال الفرض رزقا لہ ولاھلہ [۱۷]
(ان کے لئے اور ان کے اہل و عیال کے لئے بیت المال سے وظیفہ کی ایک خاص مقدار مقرر تھی)۔

لیکن اس حدیث میں وظیفہ کی مقدار بیان نہیں ہوئی۔

۲۷۵۔ مندرجہ بالا روایات سے یہ ثابت ہوا کہ اگر قاضی اپنی ذات، اپنے اہل و عیال، اپنے زیر کفالت افراد اور نوکر چاکروں کے لئے بیت المال سے بقدر کفایت تنخواہ حاصل کرتا رہے تو کوئی مضائقہ نہیں، یہ اس لئے ضروری ہے کہ اس کا دل لوگوں کے اموال کی طرف نہ للچائے۔

(واللہ اعلم بالصواب)

حواشی و حوالہ جات

۱۔ حضرت ابو عبیدہ عامر بن عبداللہ بن الجراح جن کا سلسلہ نسب باپ کی طرف سے ساتویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملتا ہے ایک جلیل القدر صحابی ہیں۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے اور اس غزوہ میں انھوں نے اپنے والد کو قتل کیا تھا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے تھے۔ ۱۸ھ میں طاعون عمواس میں وفات پائی اور حضرت معاذ نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ انھوں نے ۵۸ سال کی عمر پائی۔ رسول اللہ نے انھیں "امین الامۃ" کا خطاب دیا تھا۔ صحیحین میں حضرت انس سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے میری امت کے امین ابو عبیدہ بن الجراح ہیں، صحاح ستہ وغیرہ میں ان کے فضائل موجود ہیں، ان کے حالات زندگی کے بارے میں دیکھئے اسد الغابۃ ۳: ۱۲۸ - ۱۳۰ (۲۷۰۵) الاصابۃ: ۲: ۲۴۳ - ۲۴۵ (۴۴۰۰)، تہذیب الاسماء و اللغات: قسم ۱ ج ۲ ص ۲۵۹ (۳۸۶)، طبقات ابن سعد: ج ۳ قسم ۱ ص ۲۹۷ - ۳۰۱۔

۲۔ روضۃ القضاۃ ۱: ۸۶، المغنی ۱۱: ۳۷۷، الفرح الکبیر للہ ۱: ۳۸۱

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

۳۔ ابن سعد نے خلفاء راشدین کی تنخواہوں کے ضمن میں میمون جزری کی صحیح سند کے ساتھ یہ روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ بنے تو صحابہ نے ان کے لئے دو ہزار درہم مقرر کئے اس پر آپ نے فرمایا: اس میں مزید اضافہ کرو' کیونکہ میرے اہل و عیال ہیں' تم نے مجھے تجارت کرنے سے بھی روک دیا ہے' تو صحابہ نے پانچ صد درہم کا اضافہ کر دیا' تلخیص الحبیر ۴: ۱۹۳(۲۱۰۶)' الدرایۃ ۲: ۲۴۳ (۹۸۳)' نصب الرایۃ ۴: ۲۸۶-۲۸۷' السنن الکبری ۱۰: ۱۰۷' المبسوط ۱۶: ۱۰۲' الفتاوی الھندیۃ: ۳: ۳۲۹' صحیح البخاری (باب رزق الحکام و العاملین علیھا من کتاب الاحکام) ۴: ۱۶۱' المغنی ۱۱: ۳۷۶' الشرح الکبیر ۱۱: ۳۸۱۔

۴۔ دیکھئے: طبقات ابن سعد: ج ۲ قسم ۲ ص ۱۱۵ - ۱۱۶' اخبار القضاۃ ۱: ۱۰۸' نصب الرایۃ ۴: ۳۸۶' الدرایۃ ۲: ۲۴۳(۹۸۳)' ادب القاضی للماوردی ۲: ۲۹۶(۳۲۹)۔

۵۔ حضرت زید بن ثابت انصاری مشہور صحابی' کاتب وحی اور مدینہ منورہ کے ایک عالم دین تھے' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت ان کی عمر ۱۱ سال تھی۔ غزوہ بدر کے موقع پر صغر سنی کے سبب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں واپس کر دیا تھا' یہ غزوہ احد میں شریک ہوئے' (بعض کے نزدیک شریک نہیں ہوئے)' غزوہ خندق اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی' انھوں نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے دور میں قرآن مجید کی کتابت کی' جن تین صحابہ کرام نے مصحف کی جمع و تدوین کی ان میں حضرت زید بھی شامل تھے' انھوں نے صحابہ کو فرائض کا علم سکھایا تھا' ان کا شمار "راسخین فی العلم" میں ہوتا ہے حضرت عثمان کی طرف سے بیت المال کے نگران رہے' بہت سی احادیث ان سے مروی ہیں جن میں سے پانچ صحیحین میں ہیں' حضرت زید نے مدینہ منورہ میں ۵۴ھ یا ۵۶ھ میں وفات پائی' ان کے حالات زندگی کے بارے میں دیکھئے: اسد الغابۃ ۲: ۲۷۸ - ۲۷۹(۱۸۲۴)' الاستیعاب ۱: ۵۳۲-۵۳۳' الاصابۃ ۱: ۵۴۳- ۵۴۴ (۲۸۸۰)' تھذیب الاسماء و اللغات: قسم اول جزء اول ص ۲۰۰ (۱۸۶)'

۶۔ دیکھئے: طبقات ابن سعد ۶: ۹۵' اخبار القضاۃ ۲: ۲۲۷' صحیح البخاری (باب رزق الحکام و العاملین علیھا من کتاب الاحکام) ۴: ۱۶۱' المصنف (عبدالرزاق) ۸: ۲۹۷(۱۵۲۸۳)' تلخیص الحبیر ۳: ۱۹۴(۲۱۰۶)' نصب الرایۃ ۴: ۲۸۶' الدرایۃ ۲: ۲۴۳(۹۸۳)' ادب القاضی (الماوردی) ۲: ۲۹۵(۳۱۶۱) المبسوط: ج ۱۵ ص ۷ 'ج ۱۶ ص ۱۰۲۔

۷۔ دیکھئے: شرح العنایۃ علی الھدایۃ: ج ۸ ص ۱۳۴' نصب الرایۃ ۴: ۲۸۶' فتاوی ھندیۃ ۳: ۳۲۹' روضۃ القضاۃ ۱: ۸۶

۸۔ عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس القرشی' ان کی کنیت عبدالرحمن ہے اور بعض کے نزدیک ابو محمد ہے حضرت عتاب رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فتح مکہ کے بعد مکہ کا گورنر بنایا تھا' بعض کہتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے قلعہ سے واپس ہوئے تو اس وقت گورنر بنایا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا: عتاب کیا تم جانتے ہو کہ میں نے کن لوگوں پر تمہیں گورنر بنایا ہے؟ میں نے تمہیں اہل اللہ کا گورنر بنایا ہے اگر تم سے بہتر کوئی شخص ان میں ہوتا تو میں اس کو ان کا گورنر بناتا۔ اس وقت ان کی عمر ۲۰ سال سے قدرے زائد تھی' انھوں نے اسی سال یعنی ۸ھ میں لوگوں کو حج کرایا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک یہ مکہ مکرمہ کے گورنر رہے' حضرت ابوبکر صدیق نے انھیں بطور گورنر مکہ برقرار رکھا۔ حضرت عتاب اسی دن فوت ہوئے جس دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

ہوئی۔ عتاب ایک نیک اور صالح انسان تھے' ان کے حالات زندگی کے لئے دیکھئے: اسد الغابۃ ۳: ۵۵۶ ـ ۵۵۷ (۳۵۳۳)' الاصابۃ ۲: ۴۴۴ (۵۳۹۳)' الاستیعاب ۳: ۱۵۳ـ۱۵۴' تہذیب الاسماء و اللغات: قسم ۱ ج ۱ ص ۳۱۸ ـ ۳۱۹(۳۸۶)' طبقات ابن سعد ۵: ۳۳۰' مستدرک الحاکم ۳: ۵۹۴ ـ ۵۹۵'

۹۔ نجران' نصاری کا ایک مشہور شہر ہے جو مکہ اور یمن کے درمیان واقع ہے اور مکہ سے تقریبا سات منزلوں پر ہے' دیکھئے: تہذیب الاسماء و اللغات: قسم ۲ ج ۲ ص ۱۷۶' نہایۃ ابن الاثیر ۵: ۲۱' القاموس ۲: ۱۴۴ (مادہ نجر)

۱۰۔ ہجر۔ بحرین میں ایک مشہور شہر ہے النہایۃ ۵: ۲۴۶ ـ ۲۴۷

۱۱۔ عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد بن دھمان الثقفی' ابو عبداللہ' جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو ثقیف کا اس وقت امیر مقرر کیا تھا جب یہ قبیلہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس وقت اس وفد میں یہ نو عمر تھے' آپ نے انھیں اس لئے امیر مقرر کیا تھا کہ یہ ان سب کی نسبت اسلام کے سمجھنے اور قرآن مجید سیکھنے کے زیادہ مشتاق تھے' حضرت عثمان رسول اللہ کی زندگی میں اور حضرت ابوبکر صدیق کے دور خلافت اور حضرت عمر کے دور خلافت میں دو سال تک طائف کے گورنر رہے' بعد میں حضرت عمر نے ان کو معزول کر دیا اور ۱۵ھ میں عمان اور بحرین کا گورنر بنا دیا' انہوں نے توج تک فوج کشی کی' توج کو فتح کرنے کے بعد انھوں نے اس کے بادشاہ شہرک کو ۲۱ھ میں قتل کر دیا' کئی سال تک لڑائیاں لڑتے رہے اور بہت سے شہر ان کے ہاتھ سے فتح ہوئے۔ پھر بصرہ میں سکونت پذیر ہو گئے اور وہیں حضرت امیر معاویہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ بعض کے نزدیک ان کا سن وفات ۵۰ھ ہے۔ جب اہل عرب مرتد ہو رہے تھے تو قبیلہ بنو ثقیف کے لوگ ان کی وجہ سے مرتد نہ ہوئے۔ جب بنو ثقیف نے مرتد ہونے کا ارادہ کیا تو انھوں نے کہا اے قوم ثقیف تم سب سے آخر میں اسلام قبول کرنے والے تھے اب مرتد ہونے میں پہل نہ کرو۔ ان کا مشہور قول ہے کہ شادی کرنے والا پودے لگانے والے کی مانند ہے اسے یہ دیکھ لینا چاہئے کہ وہ پودا کہاں لگا رہا ہے' ان کی سوانح حیات کے بارے میں دیکھئے الاستیعاب ۳: ۹۱ ـ ۹۲' الاصابۃ ۲: ۴۵۳(۵۴۴۳)' اسد الغابۃ ۳: ۵۷۹ ـ ۵۸۰ (۳۵۷۵)' سیرۃ ابن ھشام ۲: ۵۴۰ـ۵۴۱۔ المستدرک للحاکم ۳: ۶۱۸'

۱۲۔ المصنف (عبدالرزاق) ۸: ۲۹۷ (۱۵۲۸۳)' اخبار القضاۃ ۲: ۳۹۸' المغنی ۱۱: ۳۷۷

۱۳۔ تہذیب الاسماء و اللغات: ج ۲ قسم ۱ ص ۵۴ ' المغنی ۱۱: ۳۷۷' المصنف (عبدالرزاق) ۸: ۲۹۷ـ ۲۹۸(۱۵۲۸۵)' اخبار القضاۃ ۲: ۳۹۸'

۱۴۔ المصنف (عبدالرزاق) ۸: ۲۹۷(۱۵۲۸۱)' کنز العمال: حدیث نمبر ۲۶۷۲' منتخب کنز العمال ۲: ۱۹۵' المغنی ۱۱: ۳۷۷' الشرح الکبیر ۱۱: ۳۸۱' مجمع الزوائد ۴: ۱۹۷۔

۱۵۔ مسند امام احمد ۴: ۲۲۹' سنن ابی داؤد ۳: ۳۴(۲۹۴۵)' علل الحدیث ۱: ۲۱۹ (۶۳۶) ۱: ۴۱۱ (۱۲۳۱)۔

۱۶۔ طبقات ابن سعد: ج ۳ قسم ۱ ص ۱۳۰

۱۷۔ طبقات ابن سعد: ج ۳ ص ۱۹۷ قسم ۱' سیرۃ عمر لابن الجوزی: ۴۳'

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆